حیاتِ
اعلیٰ حضرت
کے
بعض پہلو
از:- ابن ابی المصباح ابوالاوفا جونپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# تمہید گذارش

حالات زمانہ کی نازک صورتِ حال اور امتِ مسلمہ میں پائے جانے والے انتشار وافتراق پر نظر رکھنے والا ہر دردمند مسلمان اس کھلی ہوئی حقیقت سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہے کہ آج کل پوری قوم مسلم دنیا کے ہر خطہ میں بڑی سخت آزمائش وابتلا سے دوچار ہے۔ اور یہ آزمائش ملک ہندوپاک میں کچھ زیادہ ہی سنگین صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔

ایسے وقت اور ان حالات میں دیوبندیت و بریلویت، رضاخانیت و وہابیت، مقلدیت، وغیر مقلدیت کے پرانے گئے گزرے قضیوں کو چھیڑنا اور سوئے ہوئے فتنوں کو بیدار کرنا کسی طرح بھی دین ودانش کا تقاضہ نہ سمجھا جائے گا لیکن کیا کیا جائے ان لوگوں کو جو حالات زمانہ سے بالکل آنکھیں بند کئے ہوئے اس مردہ فتنے کو بار بار زندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو اپنے اثر ورسوخ کے ذریعہ بیرونی ممالک سے پٹرول کی دولت سیال میں ہاتھ دھونے کے مواقع میسر ہیں اور وہ بے دریغ پیسے اس مہم میں خرچ کر رہے ہیں۔ ابھی کچھ دنوں پہلے بریلویت، ودیوبندیت سے متعلق مناظرہ کا ایک چیلنج نظر سے گذرا تو تعجب ہوا کہ کتنے عقلمند اور دوراندیش ہیں یہ لوگ جو حالات زمانہ کے چیلنج کا جواب دینے کی تو کوئی فکر نہیں کرتے آپس ہی میں لڑ بھڑ کر دل کی بھڑاس نکالتے رہتے ہیں۔

اس اشتہار کو دیکھکر خیال ہوا کہ اس فتنہ کو بیدار ہونے سے پہلے ہی کیوں نہ

سلادیا جائے کہ امتِ مسلمہ آئندہ تو مزید انتشار و افتراق سے بچی رہے۔ اس مقصد کے لئے صورت حال کا ایک نیا حل سوچا گیا ہے جو آئندہ صفحات میں شروع ہونے والے اصل رسالہ میں آپ کے ملاحظہ میں آجائے گا۔

جو حضرات ان موضوعات سے متعلق کتب و رسائل کا مطالعہ کر چکے ہیں وہ اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ اس موضوع پر اب تک جو کچھ کام کیا گیا ہے۔ اس کی نوعیت عام طور پر یہی رہی ہے کہ علمائے دیوبند کی متعدد کتابوں پر جو اعتراضات اور نکتہ چینیاں عام طور پر کی جاتی رہی ہیں انکی ضروری تفہیم و توضیح کرتے ہوئے جوابدہی کی جاتی رہی ہے۔ لیکن چونکہ یہ بحثیں زیادہ تر علمی ہوتی ہیں جنھیں صرف اہل علم ہی پوری طرح سمجھ سکتے ہیں۔ عام طبقہ کے لوگ ان بحثوں کو پوری طرح سے سمجھ بھی نہیں پاتے ہیں اور اب "ہندی" کے دور میں تو یہ دشواری کچھ اور بھی بڑھ گئی ہے اس لئے یہ سوچا گیا ہے کہ اس بحث کو بالکل ہی عام فہم اور سیدھے سادے طور پر فاضل بریلوی اعلیحضرت اور انکے مسلک رضا خانیت کی اصل حقیقت لوگوں کے سامنے پیش کردی جائے کہ عام مسلمان کھلی آنکھوں "اعلیحضرت" فاضل بریلی کو ان کے اصل روپ میں دیکھ لیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہاں واقعی فاضل بریلوی، سچ مچ فاضل بریلوی ہی ہیں کہ آنموصوف نے تلبیس و تزویر کی دنیا میں جو کارنامہ زریں" انجام دیا ہے وہ بالکل ہی نادر و بے نظیر اور لاجواب و بے مثال ہے کہ بڑے سے بڑا مزوّر بھی اس کی کوئی نظیر و مثال پیش کرنے کی جرأت و ہمت نہ کرسکے گا۔

اس ضروری و مختصر تمہید کے بعد آئندہ صفحہ سے اصل رسالہ ملاحظہ ہو۔

(احقر ابوالاوصاف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للہِ الَّذِی ھَدٰنا لِھٰذا وَمَا کُنَّا لِنَھتَدِیَ لَولَا اَن ھَدٰنَا اللہُ لَقَد جَاءَت رُسُلُ رَبِّنا بالحق ۔ سُبحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُونَ وَسَلٰمٌ عَلَی المُرسَلِینَ وَالحمدُ للہِ رَبِّ العٰلَمِینَ ۔ امابعد! اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ذات والاصفات کی طرف منسوب مشہور عربی رسالہ "حسام الحرمین" اس وقت احقر کے پیش نظر ہے۔

اس کتاب کا مختصر تعارف یہ ہے کہ امام بریلویت بانی رضاخانیت حضور اعلیٰحضرت نے علماء دیوبند کو بدترین درجہ کا کافر و مرتد ٹھہرانے کی ایک بالکل انوکھی و نرالی تدبیر سوچی وہ یہ کہ رسالہ "المعتقد المنتقد" کی شرح تصنیف فرمائی جسکا نام رکھا "المعتمد المستند" پھر اپنی اس شرح کے بعض حصے نقل کر کے علماء حرمین کی خدمت میں تصدیق و توثیق کیلئے پیش کئے کہ وہ حضرات ان کے اس فتوے پر اپنی تصدیقات تحریر فرماکر اپنی اپنی مہریں ثبت فرمادیں۔

علماء حرمین نے اعلیٰحضرت پر اعتماد فرماتے ہوئے ان کے جوابات کی تصدیق فرمادی اور اپنی مہریں بھی ثبت فرمادیں جسے ہندوستان میں "حسام الحرمین" کے نام سے شائع کر دیا گیا۔ احقر کے پیش نظر نسخہ ۱۳۲۳ھ میں مطبع اہل سنت وجماعت بریلی سے شائع ہوا ہے "حسام الحرمین" کے سرورق پر یہ عبارت تحریر ہیں۔

"یہ مبارک و منور فتوی، کفر شکن علماء مکہ معظمہ و عظمائے مدینہ منورہ زادھما اللہ تعالیٰ شرفاً وتکریماً کی تصدیقات علیہ و تحقیقات جلیہ سے منور و مزین مسمّی بنام تاریخی "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" ۱۳۲۴ھ معہ سلیس ترجمہ اردو مسمّی بنام تاریخی "مبین احکام وتصدیقات اعلام" (۱۳۲۵ ھ) جس میں مسلمانوں کو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر دکھایا کہ طوائف قادیانیہ و گنگوہیہ

تھانویہ و نانوتویہ و دیوبندیہ و امثالہم نے خدا اور رسول کی شان کو کیا کچھ گھٹایا یا علمائے حرمین شریفین نے باجماع امت ان سب کو زندیق و مرتد فرمایا ان کو "مولوی" درکنار مسلمان جاننے یا ان کے پاس بیٹھنے، ان سے بات کرنے کو زہر و حرام و تباہ کن اسلام بتایا۔ (لوح کی عبارت ختم ہوئی)۔

لوح کتاب کے بعد ہی دوسرے صفحہ سے بصورت مکتوب اعلیٰحضرت کا استفتا ضروری تمہید کے ساتھ تحریر فرمایا گیا ہے جس کا کچھ حصہ قابل ملاحظہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

(۱) " آپ کی آستانہ بوسی کے بعد آپ کی جناب میں عرض (ایسی عرض جیسی کوئی حاجتمند، بے نوا، ستم دیدہ گرفتار، دل شکستہ، عظمت والے کریموں، سخا والے رحیموں سے عرض کرے جنکے ذریعہ اللہ تعالےٰ بلا و رنج دور فرماتا اور ان کی برکت سے خوشی و سودمندی بخشتا ہے) یہ ہے کہ مذہب اہل سنت ہندوستان میں غریب ہو رہا ہے اور فتنوں اور محنتوں کی تاریکیاں مہیب، شر بلند اور ضرر غالب اور کام نہایت دشوار، تو سنی اپنے دین پر صبر کرنے والا ایسا ہے جیسے آگ مٹھی میں رکھنے والا تو آپ جیسے سرداروں، پیشواؤں کریموں کے ذمہ ہمت پر مددین ہندلیل مفسدین واجب، جب تلوار سے نہیں تو قلموں سے سہی " (حسام الحرمین ص۳)

(۲) اسی سیاق تحریر میں دو ایک سطر کے بعد لکھتے ہیں :- بقدر قدرت ایک آسان بات یہ ہے کہ ہمارے شہروں کے علماء سے ایک مرد نے جو ہمارے سرداروں اور عمائد کی زبان پر لقب "عالم اہلسنت" سے ملقب ہے اپنی جان کو ان گمراہیوں اور قباحتوں کے دفع میں وقف کر دیا، کتابیں تصنیف کیں، اور بیانات تالیف کئے اس کی تصنیفیں دو سو سے زائد ہوئیں (حاشیہ کتاب پر یہ تعداد چار سو بتائی گئی ہے) ان میں سے "المعتقد المنتقد" کی

شرح "المعتمد المستند" ہے اس کی ایک بحث شریف میں ان کفری بدعات کے اصول پر کلام کیا ہے جو آج ہندوستان میں شائع ہو رہی ہیں اس بحث میں سے ہم بعض فرقوں کا ذکر اسی کی عبارت میں آپ حضرات پر عرض کرتے ہیں تاکہ حضرات کی نگاہ و تصدیق سے مشرف ہو اور سنت شاداں و مسرور ہو اور حضرات کی تصحیح و تحقیق کی برکت سے مذہب اہلسنّت پر سے ہر مشکل دور ہو، صاف ذکر فرمائیے کہ وہ سرداران گمراہی جن کا ذکر اس بحث میں کیا ہے آیا ایسے ہی ہیں جیسا مصنف نے کہا ہے تو جو حکم اس میں اس نے لگایا سزاوار قبول ہے یا ان لوگوں کو کافر کہنا جائز نہیں، نہ عوام کو ان سے بچانا اور نفرت دلانا روا ہے "

(حسام الحرمین صہ ۵)

حسام الحرمین کے لوح (ٹائیٹل) کی عبارت اور اس کے بعد اعلیحضرت کے مکتوب استفتا سے منقول دو اقتباسات سطور بالا میں نقل کئے جا چکے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی جگہ مکتوب استفتا کے آخر کا بھی کچھ حصہ یہاں نقل کر دیا جائے، آخر سے بھی دو ٹکڑے نقل کئے جاتے ہیں۔

(۳) " میں نے اس لئے اس مقام میں کلام طویل کیا کہ ان باتوں پر تنبیہ کرنا ان چیزوں میں تھا جو ہر اہم سے بڑھکر اہم ہیں ——— (حمد و درود کے بعد لکھتے ہیں)

(۴) " یہ ہے وہ جسے ہم نے آپ پر پیش کرنا چاہا ہے اور آپ کے پاس سے ہر خیر و برکت کی امید ہے جواب افادہ کیجئے اور آپ کے لئے بادشاہ کثیر العطا کی طرف سے بہت ثواب ہے ...... ۲۱ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ ۱۳۲۳ھ مکہ مکرمہ میں لکھا گیا" (حسام الحرمین صہ ۲۷)

ان مندرجہ بالا چار اقتباسات میں سے دوسرے نمبر کے اقتباس پر مختصر و ضروری تبصرہ ملاحظہ ہو:

# "تبصرہ"

اعلیٰحضرت کی اس عظیم الشان کتاب کی ایک بڑی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ تقریباً ۲۵ صفحات کے طویل مکتوب استفتا میں مستفتی کا نام ونشان نہ رات کے اندھیرے میں دیکھا جا سکتا ہے نہ دن کے اجالے میں ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

استفتا کا تمہیدی حصہ جو مندرجہ بالا اقتباس ۲ میں نقل ہوا ہے اسے دوبارہ ملاحظہ فرما کر اس کے مندرجہ ذیل ان چند خط کشیدہ فقروں پر غور فرمایا جائے تو شاید حضرت مستفتی کا کچھ سراغ لگ جائے

(الف) ہمارے شہروں کے علمار سے ایک مرد نے جو ہمارے سرداروں اور عمائد کی زبان پر لقب عالم اہلسنت وجماعت سے ملقب ہے۔

(باء) ان میں سے "المعتقد المنتقد" کی شرح "المعتمد المستند" ہے۔

(جیم) اسی مبحث میں سے بعض فرقوں کا ذکر اسی کی عبارت میں آپ حضرات پر عرض کرتے ہیں"

حضرت مستفتی والا شان کا نام ونشان پورے مکتوب استفتا میں صراحت کے ساتھ تو کہیں بھی درج نہیں ہے صرف بطور کنایہ کچھ سراغ اگر ملتا ہے تو انہی مندرجہ بالا فقروں میں ملتا ہے اور پڑھنے والا اگر غور و فکر سے کام لے تو چھپے ہوئے اعلیٰحضرت کو ڈھونڈ لے سکتا ہے۔ غور فرمایئے کہ جس "شخصیت" کے لیے "ہمارے شہروں کے علمار سے ایک مرد" کا فقرہ استعمال کیا گیا ہے۔ یا یوں کہا گیا ہے کہ "جو ہمارے

سرداروں اور عمائد کی زبان پر لقب عالم اہلسنت و جماعت سے ملقب ہے،، اس کا مصداق وہی چھپے ہوئے اعلیٰحضرت ہیں۔ ع من انداز قدش را می شناسم

تاہم یہ راز ہنوز سربستہ ہے کہ " مجدد مائۃ حاضرہ" نے علماء عرب کے لئے تحریر کئے ہوئے مکتوب استفتاء میں اپنے آپ کو اس طرح پس پردۂ چلمن کیوں رکھا ہے؟

بات یہ بھی نہیں ہے کہ اس مرد مجاہد کو علماء عرب کے روبرو اپنی " انا " کا اظہار مبنی بر تعلی نظر آیا ہو تو اپنی " انا " کو رخصت کر کے " واحد غائب " ہی کا صیغہ پسند کیا ہو کیونکہ یہی بزرگوار جو یہاں واحد مذکر غائب بنے ہوئے ہیں آگے چل کر واحد متکلم بننے میں علو شان محسوس فرماتے ہیں۔ چنانچہ اپنے اسی استفتا کے ذیل میں ص۱۳ پر یوں بھی ارشاد فرماتے ہیں:

" پہلے تو اس (رشید احمد گنگوہی) نے اپنے پیر طائفہ اسمٰعیل دہلوی کے اتباع سے اللہ عزوجل پر یہ افترا باندھا کہ اس کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہے۔ اور میں نے اسکا یہ بہودہ بکنا ایک مستقل کتاب میں رد کیا جس کا نام " سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح " رکھا اور میں نے یہ کتاب بصیغۂ رجسٹری اس کی طرف اور اس پر بھیجی (یہ فصیح و بلیغ عبارت حسام الحرمین میں یوں ہی درج ہے) اور بذریعہ ڈاک اس کے پاس سے رسید آگئی ہے۔ جسے گیارہ برس ہو گئے (حسام الحرمین ص۱۵)

قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس مکتوب استفتا میں اعلیٰحضرت کی ذاتِ والا صفات کہیں تو پس پردہ غائب رہتی ہے۔ اور کہیں بے نقاب و بے حجاب متکلم بنکر سامنے آجاتی ہے۔ چنانچہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ " ہمارے شہروں کے علماء سے ایک

مروسے جو ہمارے سرداروں اور عمائد کی زبان پر لقب عالم اہلسنت وجماعت سے ملقب ہے
تو اندازہ ہوتا ہے کہ مستفتی اپنے علاوہ کسی دوسری شخصیت سے متعلق یہ جملے لکھ رہا ہے اور
شہروں کا یہ مرد جو سرداروں اور عمائد کی زبان پر لقب عالم اہلسنت وجماعت سے ملقب ہے
کوئی اور شخص ہے اور مستفتی کوئی اور ہے لیکن آگے بڑھ کر یہی مستفتی "بے خیالی" میں واحد
غائب کو رخصت کر دیتا ہے اور بذاتِ خود متکلم بن کر سامنے آجاتا ہے اور یوں لکھ جاتا ہے کہ
میں نے اس کا یہ بیہودہ بکنا ایک مستقل کتاب میں رد کیا ۔ اور میں نے یہ کتاب بصیغۂ
رجسٹری اس کی طرف اور اس پر بھیجی ،، تب یہ حقیقت کھلتی ہے کہ مستفتی تو اعلحضرت کی
ذاتِ والاصفات ہی ہے جو کہیں غائب اور متکلم بن جاتی ہے ۔

یہاں یہ غور فرمانا بھی نہ بھولیں کہ اعلحضرت نے کس معصوم انداز میں تعلم خود ہی
اپنے آپ کو سرداروں اور عمائد کی زبانی ملے ہوئے لقب کے مطابق "عالم اہلسنت" لکھکر
اپنے "منہ میاں مٹھو" والی کہاوت سچ کر دکھائی ہے ۔

# رسالہ تحذیر الناس کے خلاف

## فتویٰ حاصل کرنے کی بالکل اچھوتی اور نرالی ترکیب

نالۂ بلبلِ شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

ابھی تک تو ہم آپ سے اعلیٰحضرت کی شاہکار تجدیدی کتاب حسام الحرمین کا ضروری تعارف کرا رہے تھے۔ آئندہ سطور میں ہم اعلیٰحضرت کے اس شاہکار جرنیلی فتویٰ کے اس حصہ کا تعارف کرانا چاہتے ہیں جو بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی ایک تصنیف "تحذیر الناس" سے متعلق ہے۔ اعلیٰ حضرت نے علماء حرمین کے سامنے اس کتاب سے متعلق سوال میں "تحذیر الناس" سے تقریباً ساڑھے تین سطریں نقل کر کے مولانا محمد قاسم صاحب کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے۔ بات کو آگے بڑھانے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ "تحذیر الناس" کا ضروری و مختصر تعارف بھی کرا دیا جائے۔

رسالہ تحذیر الناس" حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی علیہ الرحمۃ کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ دراصل وہ ایک پیچیدہ علمی سوال کا معقولی طرز پر مفصل علمی جواب ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت سے متعلق ایک اعتراض و اشکال کے طور پر ان سے دریافت کیا گیا تھا۔

سائل کا اعتراض و اشکال چونکہ روایت حدیث پر تھا اس لئے حضرت مولانا نے

خیال فرمایا کہ اسے چونکہ حدیث ہی پر اشکال ہے اس لئے اس کے حق میں یہ بات زیادہ بہتر ہوگی کہ اس حدیث شریف کے مضمون کو عقلی طور پر اسے سمجھا دیا جائے اور انہوں نے اس روایت حدیث پر ہونے والے اعتراض کا جواب عقلی منطقی و نقلی اسلوب میں دیا جو نہایت معقول اور صحیح تھا لیکن جن افراد کو "شئے لطیف" سے بہرہ ہی نہیں ملا تھا انھیں وہ جواب ماورائے عقل وفہم نظر آیا اور وہ اس کا مطلب کچھ سے کچھ سمجھ بیٹھے، پھر یہ بھی نہیں کیا کہ بیٹھے تھے تو بیٹھے ہی رہتے بلکہ وہ ہندوستان سے چل کر سیدھے علمائے حرمین کی خدمت میں دوڑے بھاگے چلے گئے اور اپنی لکھی ہوئی ایک کتاب "المعتمد المستند" پر ان سے تصدیق و توثیق کی درخواست پیش کر دی جس میں علماء دیوبند کے خلاف کفر کا "جرنیلی فتویٰ" وہ پہلے ہی سے تحریر فرما چکے تھے۔

علماء حرمین کو ہندوستان میں لکھی ہوئی اردو کتابوں کی حقیقت کیا معلوم کہ یہ کتابیں کیسی ہیں انکا مصنف کون ہے اور کیسا ہے انھوں نے اعلیٰ حضرت کو بھی کوئی فرشتہ صفت انسان سمجھا اور "المعتمد المستند" پر اپنی تصدیقات اور مہریں ثبت فرما دیں۔
اسی المعتمد المستند میں منجملہ دوسری کتابوں کے "تحذیر الناس" سے متعلق بھی فتویٰ حاصل کیا گیا ہے۔

رسالہ تحذیر الناس کی وہ عبارت کیا ہے؟ اور اعلیٰحضرت نے اس پر فتویٰ حاصل کرنے میں کیسی کچھ فنکاری دکھلائی ہے؟ صرف اسی فنکاری کی "نقاب کشائی" ہمارے اس رسالہ کا خاص موضوع ہے جسکی تفصیل ابھی ذرا دیر بعد آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔
تحذیر الناس میں کئے گئے سوال و اشکال کا جواب خاصا علمی اور حدیث کے معقولی و منطقی

استدلالات پر مشتمل ہونیکی وجہ سے عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے اس لئے اسے یہاں نقل کرنا نہ صرف یہ کہ غیر مفید ہے بلکہ موجب تطویل بھی ہے وہ رسالہ بازار میں دستیاب ہے۔ جو اہل علم دیکھنا چاہیں کتب خانوں سے حاصل کرکے دیکھ سکتے ہیں۔ تاہم سائل کے سوال کو یہاں نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو یہ تو اندازہ ہوجائے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کی وہ مجبوری کیا تھی کہ انھوں نے ایک ایسی نازک اور پیچیدہ بحث کو اطمینان بخش طریقہ پر حل کردینے کا قصور کر ڈالا۔ حضرت مولانا کو یونہی فضول کا شوق نہیں اٹھا تھا کہ وہ بے ضرورت یہ بحث از خود چھیڑ دیتے بلکہ ایک سائل نے ان کے سامنے روایت حدیث پر اشکال کرکے ان سے جواب چاہا تھا جس کا جواب دینا تو بہرحال ان کے ذمہ ضروری ہوگیا تھا۔ انھوں نے جوابدہی کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے جواب دیا اور معقول ومدلل جواب دیا کہ مولانا لطف اللہ علی گڈھی کے ایک معقولی شاگرد نے راقم السطور کے سامنے یہ اقرار و اعتراف کیا کہ تحذیر الناس میں مولانا نے جو جواب دیا ہے وہ حد درجہ معقول ومدلل ہے اس پر اعتراض صرف اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ ایسی عمدہ بات دیوبند کے کیمپ سے کہی گئی ہے اگر یہ بات بریلی کیمپ سے کہی گئی ہوتی تو یہ لوگ اسے آسمان پر بٹھا دیتے۔

اس مختصر سی تفصیل کے بعد تحذیر الناس کا وہ استفتا پیش کیا جارہا ہے

# استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ زید نے یہ تحریر ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباس جو در منثور وغیرہ میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ سَبْعَ اَرَضِیْنَ فِی کُلِّ اَرْضٍ اٰدَمُ کَاٰدَمِکُمْ وَنُوْحٌ کَنُوْحِکُمْ وَاِبْرَاہِیْمُ کَاِبْرَاہِیْمِکُمْ وَمُوْسٰی کَمُوْسٰی کُمْ وَعِیْسٰی کَعِیْسٰی کُمْ وَنَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ۔

یہ عبارت تحریر کی کہ۔ "میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقہ میں مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک خاتم کا ہونا طبقات یافتہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں اور نہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ خاتم مماثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں، اس لئے کہ اولاد آدم جس کا ذکر " ولقد کرمنا بنی آدم" میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اولادِ آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے،، انتھی (زید کی عبارت ختم ہوئی)

اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لونگا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں ہے۔"

پس علماء شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہلسنت و الجماعت ہوگیا یا نہیں؟ بینوا توجروا

اس استفتا کا جواب حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمۃ نے بہت تفصیل کے ساتھ اور نہایت درجہ منطقی و عقلی انداز میں دیا جو رسالہ "تحذیر الناس" کے نام سے شائع ہوا اور اب تک شائع ہوتا رہتا ہے۔ احقر کے پیش نظر فی الوقت جو ایڈیشن ہے یہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع ہوا ہے۔ رسالہ کے مجموعی صفحات تو ۴۰ ہیں لیکن حضرت نانوتوی کا جواب تو صفحہ ۳۷ پر ختم ہوگیا ہے بقیہ چار صفحات میں اسی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق سوال پر خاتم علماء فرنگی محل حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی کا مفصل جواب اور دوسرے علماء کرام کی تصدیقات بھی شامل رسالہ کردی گئی ہیں جس سے یہ حقیقت بھی سامنے آجاتی ہے زمین کے دوسرے طبقات میں وجود انبیاء کے قائل ہوجانے کی وجہ سے اگر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کافر قرار دیئے جاتے ہیں تو پھر مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی اور ان کے فتویٰ کی تصدیق کرنے والے اور دوسرے متعدد علماء کرام کو کافر قرار دینا پڑے گا۔

رسالہ تحذیر الناس اور اس کے موضوع بحث کا مختصر و ضروری تعارف سطور بالا میں پیش کردیا گیا۔ اب ہم اپنے وعدے کے مطابق اعلیٰحضرت کی اس "فنکاری" کی نقاب کشائی کرنا چاہتے ہیں جس کا "خصوصی مظاہرہ" انھوں نے "تحذیر الناس" کے خلاف علمائے حرمین سے فتویٰ حاصل کرنے میں کیا ہے۔

اعلیٰحضرت نے اس ۳۷ کے صفحے کے رسالہ سے کل ساڑھے تین سطریں

نقل کی ہیں اور انھیں اپنی عربی میں منتقل کر کے علمائے حرمین سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے۔

حسام الحرمین (مطبوعہ اہلسنت وجماعت پریس بریلی) کی عربی اور اردو ترجمہ کا پورا اقتباس ہم یہاں نقل کر رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

پہلے تحذیر الناس کی اصل اردو عبارت ملاحظہ ہو جو حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہے "بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی" میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہیکہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"

اب حسام الحرمین کے مطابق اس کی عربی عبارت راقم السطور کے ترجمہ کے ساتھ ملاحظہ ہو۔

| | |
|---|---|
| "لو فرض فی زمنه صلی الله علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذالك بخاتمیته و انما یتخیل العوام انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی اٰخر النبیین مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم" | "اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فرض کر لیا جائے۔ بلکہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے تو اس سے آپکی خاتمیت میں کوئی خلل و نقصان نہ ہوگا عام لوگ تو یہی خیال کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبین یعنی سب نبیوں سے آخری نبی ہیں حالانکہ اہل فہم کے نزدیک اس میں کوئی فضیلت ہی نہیں ہے۔" |

آب آپ ذرا غور و توجہ کے ساتھ اردو کی ان دو عبارتوں کے فرق کو ملاحظہ کریں کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی جو عبارت نقل کی گئی ہے۔ وہ اعلیحضرت کی عربی میں کسی درجہ مختصر ہو گئی ہے۔ حسام الحرمین ہی میں اردو عبارت جو پوری ایک سطر میں آئی تھی۔ اعلیحضرت کی عربی کے بعد وہ گھٹ کر اور سمٹ کر صرف آدھ سطر کی بھی نہیں رہ گئی ہے حسام الحرمین کی اردو عبارت میں دیکھئے کہ وہ پہلی دو سطروں میں علیحدہ علیحدہ دو جملے شرطیے ہیں ہر شرط کی جزا اس کے ساتھ ہی مذکور ہے لیکن اعلیحضرت کی فاضلانہ عربی میں شرطیں تو دو ہیں لیکن ان دونوں کی جزا صرف ایک ہی ہے جو دوسری شرط کے ساتھ مذکور ہے جس کے دو جملوں سے ملکر ایک ہی جملہ رہ گیا ہے۔ اعلیحضرت نے عربی ترجمہ میں یہ انداز ایجاز و اختصار کیوں اختیار کیا اس کا جواب عنقریب ہی آپ ملاحظہ فرمالیں گے۔

## آیئے اب تحذیر الناس میں کا جائزہ لیں

حسام الحرمین میں تحذیر الناس کے حوالہ سے منقول عبارت دیکھکر ہم نے ضروری سمجھا کہ مولانا نانوتوی کے اصل رسالہ تحذیر الناس کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں کہ مولانا کی "اصل عبارت" حسام الحرمین پوری امانت و دیانت کے ساتھ نقل کی گئی ہے یا کچھ کتر بیونت بھی کی گئی ہے؟ جب تک یہ مرحلہ طے نہو اس بارے میں کوئی صحیح جواب ہی کیسے کی جا سکتی ہے۔ اس مقصد سے ہم نے رسالہ تحذیر الناس میں زیر بحث عبارت کی تلاش شروع کر دی، خیال یہ ہوا کہ ساڑھے تین سطروں کی اچھی خاصی عبارت ہے تلاش کوئی دشواری نہ ہوگی آسانی سے نگاہ میں آجائے گی مگر وہاں تو بڑی مایوسی

ہوئی۔ پورے رسالہ کی ورق گردانی ہم نے کرلی مگر یہ ساڑھے سطروں کی عبارت کہیں نظر ہی نہ آ سکی اعلیحضرت دعالم اہلسنت مصنف "المعتمد المستند" کے علم وتقدس کا بھی فی الجملہ اندازہ تو تھا مگر اس حد تک نہ تھا ہم یہ بات سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ اعلیحضرت نے بالکل بے بنیاد طور پر اپنی طرف سے یہ عبارت گھڑ کر مولانا نوتوی کی طرف منسوب کردی ہوگی اس لیئے ہم نے دوبارہ تحذیرالناس کو ذرا غور سے دیکھنا شروع کیا تو رسالہ کی بالکل ہی ابتدائی سطروں میں حسام الحرمین میں منقول عبارت کا صرف آخری ٹکڑا ملا لیکن اس سے پہلے وہاں کچھ دوسری ہی بات لکھی ہوئی تھی عبارت کے پہلے ٹکڑے جو حسام الحرمین میں نقل کئے گئے ہیں وہاں موجود نہ تھے لیجئے آپ بھی وہ پوری عبارت دیکھ لیجئے "جو تحذیرالناس" کے بالکل آغاز ہی میں اب بھی اسی طرح موجود ہیں۔

"بعد حمد وصلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہیں تاکہ فہم جواب میں کوئی دقت نہ ہو۔ (ابتدائے جواب ہی میں اس ڈیڑھ سطر عبارت کے بعد یہ عبارت مل جاتی ہے جسے اعلیحضرت نے حسام الحرمین میں اپنی مصنوعی وجعلی عبارت میں بالکل آخر میں درج کیا ہے حالانکہ وہ بالکل آغاز رسالہ کی عبارت ہے ملاحظہ فرمائیے)

سو "عوام کے خیال میں تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"

یہ بات یہیں پر نوٹ کرلی جائے کہ مولانا کی عبارت کا محل تو اعلیحضرت نے بدل دیا ہی تھا اس عبارت کا بالکل پہلا لفظ "سو" بھی نکال دیا اور درمیان عبارت سے یہ اتنی عبارت بھی کتر دی (آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد اور) کسی نے کیا خوب کہا ہے

ع ماناکہ تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں

تحذیر الناس کا منقولہ عبارت کا ایک ٹکڑا اگرچہ تیرے نمبر پر نہیں ملا لیکن بہرحال مل تو گیا اس لئے اب بقیہ دو فقروں کا مل جانا بھی ممکن نظر آنے لگا، اس پہلے ٹکڑے کی دستیابی نے یہ بات بھی صاف کر دی تھی کہ بقیہ ٹکڑے اس کے بعد ہی کہیں مل سکیں گے کیونکہ عبارت کے اسی سیاق میں تو مولانا کا جواب ہی شروع ہوا ہے یہ ٹکڑا تو اصل جواب کی تمہید ہی سے تعلق رکھتا ہے۔

بقیہ عبارت کی تلاش اب زیادہ دشوار نہیں رہی تھی، آغاز کتاب ہی میں منقولہ عبارت کے آخری ٹکڑے کی دستیابی نے ہماری عقل وہوش کی آنکھیں کھول دی تھیں اور اعلیحضرت کی ذات والاصفات کا جو "خیالی محل" ہمارے دل ودماغ نے تعمیر کر رکھا تھا اس کی بنیادیں ہل چکی تھیں اور یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو رہا تھا کہ یہ "حاجِ اعظم" "لباسِ احرام" میں حج کرکے حاجی بننے گئے تھے یا معاذ اللہ منہ یہ لباس زور وتزویر تھا صرف اعمال نامہ روشن کرنا منظور تھا۔؟

اعلیحضرت کی دیانتدرانہ فنکاری کو سمجھ لینے کے بعد اقتباس حسام الحرمین کی بقیہ منقولہ عبارت کی تلاشی فی الجملہ آسان ہو چکی تھی اور کچھ نہ کچھ یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ ہماری تلاش کا نتیجہ کس شکل میں سامنے آسکتا ہے۔ اب جب رسالہ تحذیر الناس میں بقیہ عبارت

کی تلاش شروع کی تو ذرا ہی سی دیر میں اقتباس منقول کی بقیہ عبارت بھی مل گئی مگر اسی شان کے ساتھ کہ اعلیحضرت کی ماہرانہ فنکاری پوری آن بان کے ساتھ جلوہ گر تھی مطلب یہ ہے کہ بقیہ عبارت کا صرف اتنا حصہ (بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے) تحذیر الناس کے ص۱۳ پر دستیاب ہوا اور منقول عبارت کا بقیہ اتنا حصہ (بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا) رسالہ تحذیر الناس کے ص۲۵ پر موجود ملا۔ تحذیر الناس کی اس منقول عبارت کو اس طرح تلاش کرنے میں جو کامیابی ہوئی تو طبیعت بہت ہی پرکیف ہو گئی اس کیفیت میں بے ساختہ یہ شعر زبان قلم پر آگیا ؎

مری بات کے ٹکڑے یہ تین ہوئے
کوئی یہاں ملا کوئی وہاں ملا

اوپر کی سطروں میں ہم نے پوری دیانت و امانت داری کے ساتھ یہ بات بالکل صاف صاف کھلے لفظوں میں بیان کر دی ہے کہ اعلیحضرت نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب علیہ الرحمۃ کو کافر اور عقیدۂ ختم نبوت کا منکر ثابت کرنے کے لئے کس کس طرح دیانت و امانت کا خون کیا ہے اور وہ بھی ہندوستان میں رہتے ہوئے نہیں کیا ہے بلکہ جامۂ احرام پہنکر مکہ مکرمہ کی سرزمین مقدس میں رہکر کیا ہے۔

رسالہ تحذیر الناس کی پوری کوئی ایک عبارت اگر انھیں منکر و کافر بنانے کے لئے کارآمد نہیں ہو رہی تھی تو کیسی دیدہ دلیری کے ساتھ انھوں نے علیحدہ علیحدہ تین مختلف صفحات سے تین ٹکڑے (ان صفحات کے مابین دس، بارہ صفحات چھوڑ دیئے گئے ہیں)

لیکر انھیں ایک مسلسل عبارت کی شکل میں پیش کر کے ان کے کفر کا جزیلی فتویٰ اپنی کتاب "المعتمد المستند" میں خود ہی صادر کر کے صورت حال سے بے خبر حضرات علمائے حرمین کی مہر و تصدیقات حاصل کیں اور پھر اسے ہندوستان میں علمائے حرمین کا فتویٰ بنا کر شائع کیا، حالاں کہ اصل حقیقت یہی ہے کہ وہ اصل فتویٰ تو خود اعلیٰحضرت ہی کا ہے، علمائے حرمین کو انکے مخفی تقدس کی کیا خبر تھی انھوں نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے تصدیق فرما دی، ان بیچاروں کو اعلیٰحضرت کی اس فنکاری کا اندازہ ہی کہاں رہا ہوگا کہ یہ اعلیٰحضرت کسی مسلمان کو کافر بنانے کے لئے اس درجہ شوقین ہیں کہ اس کے لئے یہ اس قسم کی خیانت اور ایسی کتر بیونت بھی کر سکتے ہیں۔

اعلیٰحضرت نے کافر بنانے کا شوق تحذیر الناس کے تین مختلف صفحات کے چھوٹے چھوٹے تین ٹکڑے لیکر اور اپنی جعلی ترتیب کے ساتھ انھیں مرتب کر کے جس فنکاری کا مظاہرہ کیا ہے اس کے پیش نظر بظاہر اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ ہم یہاں تحذیر الناس کی عبارت کا کوئی دفاعی جواب دیں تاہم صرف اشارۃً اتنی بات تو عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے وہی ہم بھی صاف کئے دیتے ہیں کہ ان عبارات میں "اگر" اور "بالفرض" وغیرہ کے الفاظ خاص طور پر قابلِ غور اور لائق توجہ ہیں زبان اور قواعد زبان سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ یہ "اگر" اور "بالفرض" کے الفاظ ایسے ہی موقع پر بولے جاتے ہیں جہاں اس بات کے واقع ہونے کے صرف امکان کا اظہار منظور ہوتا اور یہ یقین پہلے سے موجود ہوتا ہے کہ ایسا ہوتا نہیں ہے۔ یہ الفاظ کسی بات کو صرف سمجھانے ہی کے لئے بولے جاتے ہیں اس لئے ان عبارات کی بنیاد پر

یہ فتویٰ دینا کہ مولانا محمد قاسم صاحب ختم نبوت کا انکار کر رہے ہیں یہ صرف "اعلیٰحضرت" ہی جیسا کوئی سمجھ سکتا اور ان کے خلاف فتویٰ لگا سکتا ہے۔

اعلیٰحضرت اگر واقعتہً "اگر" اور "بالفرض" کے مفہوم وحقیقت سے اس درجہ بے خبر ونابلد ہیں تو پھر ان کی دقت نظر اور تفقہ کے سارے قصیدے ایک بے بنیاد افسانہ قرار پائینگے اور ہمیں ازسرنو غور کرنا پڑے گا کہ فتاویٰ رضویہ میں ان کی جس دقت نظر کی نمائش پائی جاتی ہے کیا وہ انھیں اعلیٰحضرت کی ہے جو "حسام الحرمین" جیسی کتاب کے مصنف ہیں ؟

ہم نے اوپر پہلے ہی یہ بات صاف کر دی تھی کہ اس مختصر رسالہ میں ہمارا مقصد اصلی "تحذیرالناس" کے مضمون کی تفہیم وتشریح ہرگز نہیں ہے کیونکہ یہ کام تو جب سے رسالہ تحذیرالناس لکھا گیا ہے اس وقت سے اب تک برابر ہی ہوتا رہا ہے اور منصف مزاج طالبان حق اس سے مطمئن اور راہ یاب ہوتے بھی رہے ہیں۔ پیش نظر رسالہ میں ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ مسلمانوں کا عام تعلیم یافتہ طبقہ جو علمی "چون وچرا" اور بات کو الجھا دینے والے انداز سے گھبراتا ہے اس کے سامنے بالکل عام فہم اور سیدھے سادے انداز میں رسالہ تحذیرالناس کی اس بحث کو ایک نئے زاویہ سے اس طرح پیش کریں کہ ہر منصف مزاج قاری رسالہ اعلیٰحضرت کی "فنکاری وکارستانی" کو کھلی آنکھوں دیکھ لے کہ یہ اعلیٰحضرت "محکمۂ پولیس" کے بعض ملازمین وآفسران کی طرح کسی مسافر کے سامان میں خود ہی "کوکین"، "وافیون" رکھکر اسے مجرم بنا دینے کی کیسی کچھ صلاحیت لیکر کار تجدید انجام دینے کو "عالم ناسوت" میں جلوہ گر ہوئے تھے اور رہتی دنیا تک کیلئے

حسام الحرمین جیسا "شاہکار دیانت" یادگار چھوڑ گئے۔

کیا عجب کہ اللہ تعالےٰ کے یہاں آخرت میں ان کا یہ "صدقہ جاریہ" اعمالنامہ میں سرفہرست اور سب سے زیادہ جلی حرفوں میں درج پایا جائے۔

اوپر کی تفصیلات میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ "تحذیرالناس" کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کے لئے کس طرح اعلیحضرت نے تین مختلف صفحات سے چھوٹے چھوٹے تین ٹکڑے لئے ہیں اور پھر انھیں اپنی جعلی ترتیب سے مرتب کر کے پوری ایک مسلسل عبارت بنائی ہے۔ اس پیش نظر رسالہ میں کچھ اور کہنے یا کسی تفصیل میں جانے کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے اور جو تفصیلات ہم پیش کر چکے ہیں ان کی روشنی میں ہم آپ کو صرف ایک سوال کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں اگر آپ اس سوال پر اچھی طرح غور فرما کر اسی نتیجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں تک یہ راقم الحروف پہنچ چکا ہے تو پھر سمجھ لیجئے کہ ہمارے رسالہ کا مقصد پورا ہوگیا۔

سوال یہ ہے کہ کسی بھی کتاب اور کسی بھی تحریر سے اس طرح علٰحدہ علٰحدہ مقامات سے چند فقرے لیکر اس سے ایک عبارت بنالینا اور پھر اس کی بنیاد پر کسی کو کافر قرار دینا۔ یہ حرکت ایمانداری و دیانتداری کی کون سی قسم ہے؟ کیا اس حرکت کو کوئی منصف مزاج ایمانداری و دیانتداری کہنے کے لئے تیار ہوگا؟ دنیا والے تو اسے ایمانداری کے علاوہ کچھ اور نام دیتے ہیں کوئی عربی داں ہے تو "جعل و تزویر" کہے گا، قانون داں ہے تو "چیٹنگ" "فورجری" اور "فورٹونٹی" (۴۲۰) کہے گا، عام لوگ "دھوکہ" اور فریب کہدیں گے۔ اعلیحضرت کے اہل عقیدت نے اس قسم کی ہنرمندی و فنکاری کے لئے

اگر اور کوئی باوقار و مہذب علمی اصطلاح مقرر کی ہو تو اس سے آگاہی بخشی جائے۔

معاملہ کی اس بھیانک صورت حال کے خطرناک انجام پر زیادہ غور کیا جاتا، ہے تو دل میں کسی مومن کے ساتھ حسن ظن کا جذبہ ہمیں یہ سوچنے پر بھی مجبور کرتا ہے کہ ممکن ہے۔ حسام الحرمین کی اشاعت میں کوئی اور خفیہ ہاتھ یہ کام کر رہا ہو جس نے اعلیٰحضرت کو بدنام کرنے کے لئے یہ فتنہ پھیلا دیا ہو، حسن ظن پر مبنی ہمارے اس خیال کو اعلیٰحضرت کی مندرجہ ذیل وصیت پڑھ کر ہمارے اس خیال کو اور بھی تقویت مل جاتی ہے اور ہم یہ سوچنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں ہے کہ ہو نہو ع کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں۔

جس نے اعلیٰحضرت کے دینی و ایمانی وصیت نامہ میں کس درجہ قیمتی ڈشوں کی وصیت شامل کردی ہے اور اعلیٰحضرت جیسے درویش صفت صاحب باطن شخص کو بالکل ہی صاحب بطن بنا کر پیش کیا ہے۔ لیجئے آپ بھی اعلیٰحضرت کی وہ وصیت چٹخارہ لے لیکر پڑھئے ملاحظہ ہو۔

وصیت ۱۲ اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین باران اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔

دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فیرینی، اُرد کی بھریری دال مع ادرک و لوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف (مکرر فرمایا)

الملفوظ کے آخر میں جہاں یہ وصیت ۱۲ درج ہیں وہاں یہ حاشیہ بھی ہے کہ

دودھ کا برف دوبارہ پھر تبایا چھوٹے مولانا نے عرض کیا اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں فرمایا پھر لکھو انشاء اللہ مجھے میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب وقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لیکر آئے"

واقعی اعلیٰحضرت کی یہ بڑی زبردست محیر العقول کرامت ہے کہ ادھر تو لوگ آپ کی تدفین میں مشغول رہے ادھر اعلیٰحضرت سفید دودھ جیسے کفن میں اندر ہی اندر دودھ کا برف تناول فرماتے رہے دیکھنے والے اسے کفن کا کپڑا ہی سمجھتے رہے اور ملائی برف صاف ہوگیا اور کسی کو پتہ بھی نہ چلا اس طرح اعلیٰحضرت کی اس پیشین گوئی کا ظہور یہیں دنیا میں تو سب ہی نے دیکھ لیا آخرت کی خبر مالک روز آخرت ہی کو ہوسکتی ہے

فاتحہ والی اس وصیت کو دوبارہ، سہ بارہ پڑھیے اور ان باتوں پر غور فرمایئے کہ اعلیٰحضرت نے اس فاتحہ والی وصیت میں کہیں بھی فاتحہ اور ایصال ثواب کا نام تک نہیں لیا ہے بلکہ یوں فرمایا ہے کہ " ان اشیاء سے بھی کچھ بھیجدیا کریں " یعنی اعلیٰحضرت ان اشیاء کے فاتحہ اور ایصال ثواب کی وصیت نہیں فرمارہے ہیں کہ بظاہر انھیں اس کی کچھ زیادہ ملنے ملانے کی امید کم ہے وہ یہی صورت زیادہ بہتر سمجھتے ہیں کہ کسی طرح یہ دنیاوی نعمتیں یہاں سے جانے کے بعد بھی ملتی رہیں۔

وصیت ۱۲ میں بارہ اشیاء کی فرمائش کی گئی ہے ان چیزوں کا نام پڑھکر شائد ہی کوئی منہ مارا ہوگا جو پہلے تو ان کے نام پڑھ کر چٹخارے لینے لگے گا کچھ دیر بعد ہوش و حواس بجا ہوں گے تب سوچے گا کہ کیا اچھا ہوتا کہ اس وصیت کے پڑھنے سے پہلے میں بھی یہیں" اعلیٰحضرت کے پہلو میں دفن ہوچکا ہوتا تو اعلیٰحضرت کا پس خوردہ کچھ مجھکو بھی

اتنا یدمل جایا کرتا۔

وصیت پر عمل کی فرمائش میں اعلیٰحضرت نے اپنے متعلقین کی بڑی رعایت فرمائی ہے کہ از راہ مہربانی روزانہ یہ بارہ ڈشیں طلب نہیں فرمائی ہیں بلکہ غریب اہل تعلق کو بھی نظر میں رکھتے ہوئے ہفتہ بھر میں بس دو تین بار طلب فرمائی ہیں اور یہ رعایت تو اس لئے بھی ملحوظ رکھنی تھی کہ پوری ایک درجن یہ مرغن اشیاء روز کے روز ان سب کو ہضم کر لینا بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے ہضم کرنے کے لئے ایک دو دن کا وقفہ تقاضائے حکمت ہے۔

اگرچہ اعلیٰحضرت نے طبی احتیاط ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے ہی سے "سوڈے کی بوتل بھی منگوالی ہے۔" دودھ کا برف خانہ ساز" وصیت میں اول وآخر دوبارہ دیکھکر اپنا ذہن نہ جانے کیسے حضرات صوفیاء کے اس معمول کی طرف منتقل ہوگیا کہ یہ حضرات مختلف اوراد اشغال اور وظائف میں اول وآخر درود کی تاکید فرمایا کرتے ہیں اس وصیت کو ترتیب دینے والے نے اعلیٰحضرت کے ساتھ یہ کیسا بیہودہ مذاق کیا ہے کہ اول وآخر درود کی جگہ دودھ کا برف لکھ مارا۔

اللہ تعالےٰ اسے ہدایت وبصیرت سے نوازے بزرگوں کے ساتھ اس قسم کی حرکت ناقابلِ معافی ہے۔

---
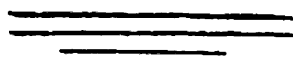
# بلا تبصرہ

زیر دست پیش نظر رسالہ "حیاتِ اعلیحضرت کے بعض گوشے جو نمایاں نہ ہو سکے"
ترتیب پا ہی رہا تھا کہ مجدد مائۃ حاضرہ کی تجدیدی محنتوں کی گم شدہ داستان کا سراغ بتانے والے کچھ انکشافات محمد خواص خاں کی تاریخی دستاویز روئداد مجاہدین ہند کا کچھ حصہ اعلیحضرت کی قیمتی ہدایات پر مشتمل دیکھنے کو مل گیا جس میں اعلیحضرت کی حق گوئی و صاف گوئی کی کچھ جھلکیاں بقلم خود صفحۂ قرطاس پر دیکھنے کو مل گئیں، جی نہ چاہا کہ یہ جھلکیاں تن تنہا ہی دیکھوں اپنے محترم ناظرین کو بھی شریک نظارہ کرنا چاہتا ہوں۔

ناظرین کرام احتیاطاً دھوپ کا چشمہ لگالیں کہ نظروں کو چکاچوند محسوس نہ ہو لیجئے اعلیحضرت کی کتاب کلمۃ الحق باب ۲ اور باب ۳ کے مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ فرما کر منظر بند فرمالیں۔ غور سے پڑھئے اعلیحضرت ہی ارشاد فرما رہے ہیں۔

"چونکہ ہماری حکومت ہم پر حد درجہ مہربان و شفیق ہے اور وہابیوں کے خلاف ہماری مدد و اعانت مالی و دیگر ذرائع سے کرتی ہے اور اس نے ہماری ذمہ داری لے رکھی ہے، بلکہ ماہوار زر کثیر ہمیں باقاعدگی سے ادا کرتی ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو اس کی اطاعت فرض ہے اور وہابیوں نے جو افراتفری ہماری مہربان حکومت کے خلاف مچا رکھی ہے ہم اس کی مسلمانان ہند کے پیشوا کی حیثیت سے پر زور مذمت کرتے ہیں، اپنی حکومت الیہ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

(از احمد رضا خاں بریلوی کلمۃ الحق باب ۲ ص ۵۴)

۲۔ "ہماری مہربان حکومت نے ہماری جتنی امداد کی ہے اگر ہم وہ تمام روپیہ وہابیوں کے قلع قمع کرنے اور مخالفت میں صرف کرتے تو وہ فتنہ اب تک مٹ چکا ہوتا اور ہماری حکومت کو کسی قسم کی دشواری کے بغیر امن و سکون سے حکومت کرنے کا موقع ملتا مگر افسوس ہے کہ ذاتی اخراجات بحیثیت پیشوا ہونے کے تھے کہ ہم اس پوری رقم سے نصف یا اس سے بھی کم اپنے پاس رکھتے ہیں۔ توقع ہے کہ ہماری حکومت اب ہمیں مزید امداد دے کر اپنی فلاح کا سامان بطریق احسن کرے گی۔"

(از احمد رضا خاں بریلوی کلمۃ الحق باب ۳)

۳۔ "وہابی علماء اپنے پیشوا سید احمد قتیل اور اسمٰعیل قتیل دہلوی کے طرزِ عمل کی پیروی کرتے ہوئے پھر ہماری حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں مجھے امید ہے کہ جس طرح سید احمد قتیل اور اسمٰعیل قتیل کو حکومت الٰہیہ کی مخالفت جیسے جرم کی پاداش میں کتے بلکہ خنزیروں کی موت نصیب ہوئی اسی طرح آج کل کے نام نہاد علماء جو دراصل ڈاکوؤں کا گروہ ہیں بھی منہ کی کھائیں گے۔ وہ ہماری مہربان حکومت کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ حکومت کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہر آن و ہر میدان میں اسی کے مددگار اور دائی خیر ہیں۔"

(از احمد رضا خاں بریلوی کلمۃ الحق باب ۳ ص ۹۸)

صفحات گذشتہ میں ہم نے یہ شبہ بھی ظاہر کیا ہے کہ ہو سکتا ہے حسام الحرمین کی یہ خیانت و بددیانتی اعلیٰحضرت کو بدنام کرنے کے لئے کسی نے کی ہو؟ اسی طرح اعلیٰحضرت کی یادگار وہ تاریخی وصیت جو وفات سے ٹھیک دو گھنٹے سترہ منٹ پہلے ہی لکھوائی گئی تھی ہم نے کہا کہ یہ بھی کوئی الحاقی چیز ہو سکتی ہے لیکن "کلمۃ الحق" کے ان

مندرجہ بالا انکشافات نے ہماری عقل ہی درست کردی یہاں تو ہم بالکل ہی اپنے کو مجبور پاتے ہیں کچھ بھی کہنے کی ہمت نہیں پڑتی اس لئے اسے بے تبصرہ یوں ہی ہدیہ ناظرین کر دیا ہے۔

(نوٹ۔ کلمۃ الحق کے مندرجہ بالا اقتباسات روئیداد مجاہدین ہند "ص۲۲۴" و "ص۲۵۴" پر ملاحظہ ہوں)

یہ رسالہ علمائے حق کی دلی ترجمانی پر مشتمل اس شعر پر ختم کیا جاتا ہے۔

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

نہ بھولو اگر اڑاتے ہو یہاں تم دھجیاں میری<br>
سنے گا حشر میں داور میرا مظلومیاں میری

ابن ابی المصباح ابو الاوصاف جونپوری

۲۲ر محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

۳۰ر مئی ۱۹۹۷ء یوم الجمعہ

مطبوعہ۔ ناولٹی آفسیٹ پریس گورکھپور (فون۔ ۳۳۵۸۱۹)